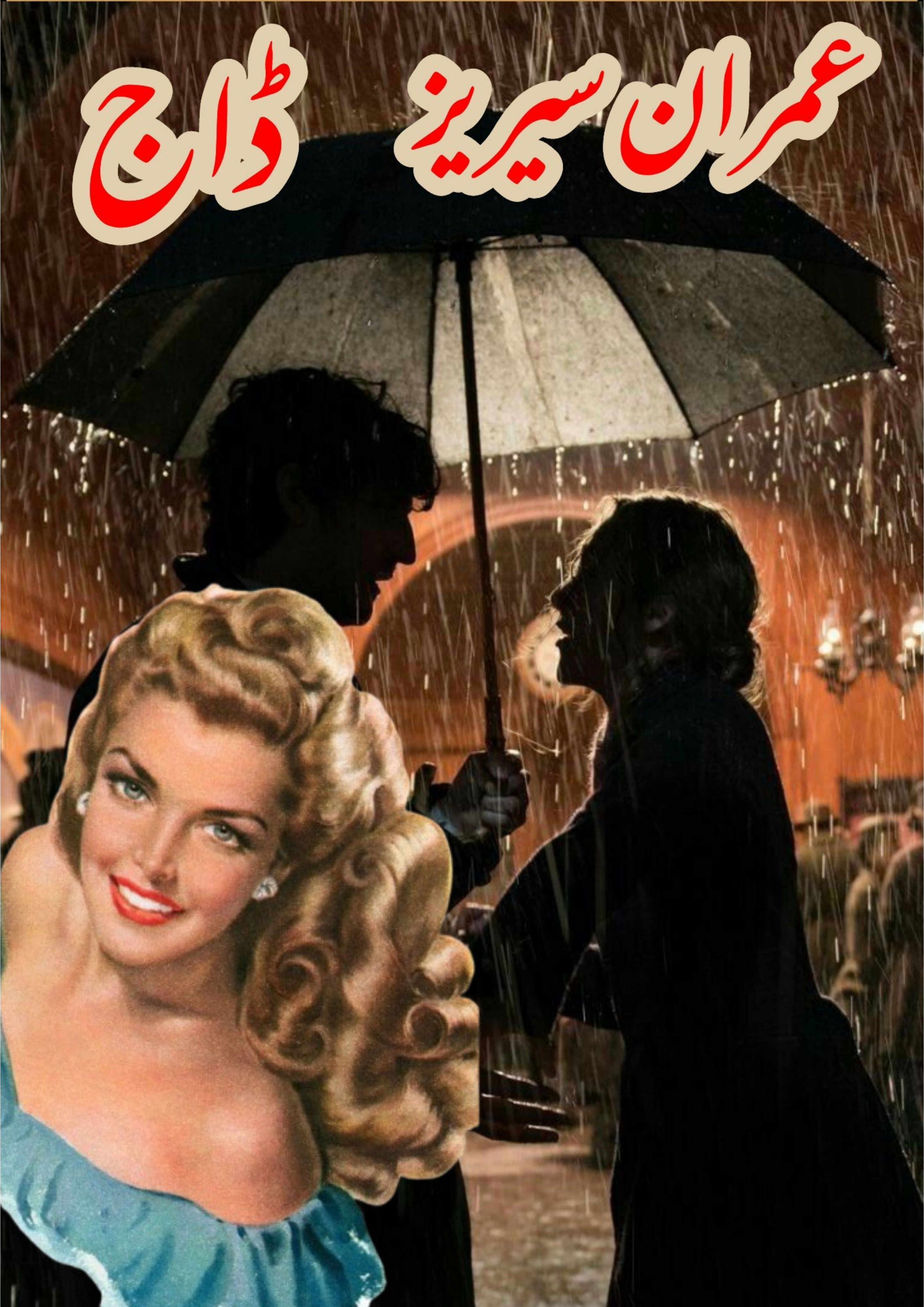

عمران سیریز
ڈاج

عمران سیریز

ڈاج

نورین خان

ڈاج

مکمل ناول

نورین خان

عمران! کے گھر کے باہر گلی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی - رات کافی گہری ہوچکی تھی۔

رات کے دو بج رہے تھے۔

سخت سردی اور بارش کی وجہ سے علی عمران کمبل میں گھسے ہوئے تھے۔

مگر اسے نیند بالکل نہیں آ رہی تھی۔کبھی دائیں،کبھی بائیں، کروٹ بدلتے۔

عمران کھڑکی سے باہر جھانکتا ہے-

اسے دور بیٹھی ایک بلی نظر آتی ہے۔

جو کہ مسلسل بارش اور سخت سردی میں کانپ رہی تھی۔

فٹ پاتھ سے ٹکرانے والی بارش کی، آواز شہر کے دور دراز گونج میں گھل مل گئی تھی۔

پوری جگہ ویران لگ رہی ہے، گویا طوفان نے سب کو گھر کے اندر دھکیل دیا ہے۔

عمران بھی بارش کی آواز کی وجہ سے اٹھ گیا تھا۔

اندر، اسکا باورچی سلیمان! (2024 کی دہائی کے اواخر میں، ایک خستہ حال لیکن نرم دل والا آدمی) چمنی کے پاس اکیلا بیٹھا ہے۔

اس کے کپڑے آرام دہ ہیں، اس کا چہرہ گرمی کی وجہ سے سرخ ہوا ہے، اور اس نے گرم لباس پہنا ہوا ہے۔

آگ چولہے میں ہلکی سے ٹمٹمارہی ہے، کمرے پر نرم، نرم سائے ڈال رہی ہے۔

سلیمان غیر حاضری سے ایک کتاب کا ورق پلٹتا ہے، اور مزے سے مطالعہ میں مصروف۔

میرے پیارے سلیمان۔۔

کیا ہے صاحب؟ اتنی رات کو بھی آپکو آرام نہیں۔

عمران (آہستگی سے خود سے)

اب میں کیا کرنے جارہا ہوں...

بھلا مجھے کیا پتہ۔کیا میں کوئی ماڈرن بزرگ ہوں؟

میں فریج کھولنے جارہا ہوں۔

صاحب! اسکی ضرورت نہیں کیونکہ فریج میں اس وقت سوائے پانی، کے بوتلوں کے اور کچھ نہیں۔

عمران باورچی خانے سے کمرے میں داخل ہوتا ہے،تولیے پر ہاتھ خشک کرتا ہے۔

وہ اپنے دیرینہ باورچی اور بھروسے مند سلیمان سے کہتے ہیں۔

کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں، اور مجھے اس وقت بھوک لگی ہے۔

سلیمان (اپنے معمول کے بدمزاج انداز میں)

آپ کو بھوک لگی ہے، نہیں جناب؟ یہ بے وقت کے چونچلے ہے بس۔

عمران اوپر دیکھتا ہے، اس کے چہرے پر ہلکی سی مظلومیت تھی۔

عمران آپ کا کیا مطلب ہے؟ مجھے نہیں لگتا کہ گھر میں کوئی کھانا باقی ہے۔ یا تم آج کم پکایا تھا؟

سلیمان (مسکراتے ہوئے)

ٹھیک ہے، یہ اب آپ کا مسئلہ ہے، ہے نا؟

کیونکہ آپ مجھے خرچے کے لئے کم روپے دیتے ہیں۔

پورا مہینہ گزرتا نہیں کہ خرچہ ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ بخشے اماں بی! کو وہ بھی کہتے، کہتے مر گئی، کہ بیٹا شادی کرلو۔۔شادی کرلو۔۔۔تاکہ گھر والی آجائے۔

مگر مجال ہے صاحب! جو آپکے کان پے جوں رونگی ہو۔

میرے پیارے سلیمان پاشا! بھوک کا شادی سے کیا لینا دینا؟

لینا دینا ہے۔کم ازکم بیگم صاحب! مجھے خرچہ تو زیادہ دیگی۔

خیر مجھے لگتا ہے کہ آپ کو باہر جا کر کچھ تلاش کرنا پڑے گا۔اور باہر مارکیٹ سے کچھ لانا پڑے گا۔

عمران قدرے غصے سے اسے گھورتا رہا۔

اس طوفان میں؟ اس وقت؟

کونسی مارکیٹ کھلی ہوگی بھلا؟

جنات کی مارکیٹ صاحب۔۔۔

سنا ہے رات کے وقت جنوں کی دوکانیں کھلی ہوتی ہے۔

خاص کر مٹھائیوں کی دوکان۔

بکومت۔چلو تیار ہو جاو میرے ساتھ باہر چلو۔

سلیمان (مسکراتے ہوئے)

میں وہ نہیں ہوں۔ جو ذخیرہ کرنا بھول گیا ہو۔

بس ہاتھ کی تنگی ہے، اور سر سلطان! آپکو چیک بھی تو نہیں دیتے وقت پر۔۔۔۔

لیکن پریشان نہ ہوں سڑک کے نیچے ایک چھوٹی سی دکان ہے، میں نے اسے پہلے دیر سے کھلتے دیکھا ہے۔

عمران ہچکچاتا ہے، باہر موسلا دھار، بارش کو دیکھتا ہے، پھر گہری آہ بھرتا ہے۔

چلو صاحب چھتری لے کے آو۔

عمران (بڑبڑاتے ہوئے)

ٹھیک ہے، ٹھیک ہے... لیکن میں اس میں نہیں چل رہا ہوں۔ میں اپنا رین کوٹ پہنتا ہوں۔

سلیمان (ہنستے ہوئے)

اگر آپ کھانا چاہتے ہیں تو آپ چلیں گے۔ اس کے علاوہ، آپ جیسے آدمی کے لئے تھوڑی بارش کیا ہے؟

اچھا چلو ٹھیک ہے۔

ہچکچاتے ہوئے، عمران کھڑا ہوتا ہے، اور دروازے کی طرف چلتا ہے، اس کی جیکٹ پکڑتا ہے،

اور اسے اپنے گرد مضبوطی سے کھینچتا ہے۔

جیسے ہی وہ باہر قدم رکھتا ہے، ٹھنڈی، نم ہوا اسے فوراً ٹکراتی ہے۔

ہوا چلتی ہے، اور بارش سیکنڈوں میں اس کی جیکٹ کو بھگو دیتی ہے۔

اوہ! ہو بڑی تیز بارش ہو رہی ہے۔

عمران اپنی جیکٹ کے ساتھ بارش، سے خود کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے، سڑک پر چلتے ہوئے، سر نیچے کر رہے ہیں۔

گلیوں کی لائٹس ٹمٹما رہی ہیں، گیلے فرش پر ایک مدھم چمک ڈال رہی ہیں۔

جب وہ آگے بڑھتا ہے تو اس کے پاؤں کے گرد پانی چھلکنے لگتا ہے، ہر قدم آخری سے زیادہ مشکل ہے۔

سلیمان کے بچے! اس کالی رات میں سڑکیں بالکل خالی ہیں، جن میں کوئی روح نظر نہیں آتی۔

گویا طوفان شہر کی زندگی کو بہا کر لے گیا ہے۔

صاحب! روح کو چھوڑیں بلکہ انسان؛ بھی نظر نہیں آ رہے۔

عمران (خود سے بڑبڑاتے ہوئے)

میں وعدہ کرتاوں، میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔

تیز بارش میں کبھی نہیں نکلوں گا۔

سلیمان! کے قدموں کی آواز ہی خاموشی کو توڑ رہی ہے

۔ایسا لگتا ہے کہ شہر طوفان کے بوجھ تلے اپنی سانسیں روک رہا ہے

۔جیسے ہی وہ ایک کونے میں چکر لگاتا ہے، وہ اچانک رک جاتا ہے۔

یار سلیمان! مارکیٹ تو بند پڑی ہے۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ چلو صاحب بائیں طرف موڑتے ہیں۔

ارے واہ! سلیمان تمھاری مطلوبہ دوکان تو کھلی ہوئی ہے۔

دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ اپن کی یاری ہے اس سے۔

سلام کریم چچا!

وعلیکم السلام عمران بیٹے اس بارش میں خیریت؟

ہاں چچا بس کچھ سامان چاہیئے کھانے پینے کا۔

دو پیکٹ دودھ کے، ایک درجن انڈے، ڈبل روٹی اور جیم دے دیں۔

سلیمان بتانے لگا۔ اچھا ابھی لاتا ہوں سامان۔

چلو اب گھر جا کر مجھے اچھا سا ناشتہ بنا کے دو۔

اور یہ چھتری مجھے دو۔

میں تو بارش میں بھیگ چکا ہوں۔

چلو جلدی چلتے ہیں۔ اب دروازہ کون کھولے گا؟

چوکیدار اور کون۔

رات کے تین بج رہے ہے گدھے کہی کے۔

اونگھتے ہوئے چوکیدار نے ہانک لگائی۔

کون ہے بھئی اس وقت؟

آپکی کالونی کا عظیم سپوت۔۔۔

پیارے چوکیدار۔۔۔ میں ہوں آپکا لاڈلا علی عمران، ایم۔ ایس۔ سی، پی۔ ایچ۔ ڈی، لندن۔

اچھا صاحب آپ ابھی کھولتا ہوں گیٹ۔

ارے باپ رے میں تو ایک تھیلہ سامان بھول گیا۔ وہی دوکان پر۔ سلیمان سر کھجاتے ہوئے بولا۔

تم گدھے تھے نہیں۔ بلکہ گدھے ہو۔ عمران غصے سے بولا۔ اب جاو اس بارش میں۔

میں اکیلے نہیں جاوں گا صاحب!

آپکو میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔

نہیں میں ابھی اتنا مجبور نہیں ہوا۔

اچھا ٹھیک ہے۔ میری پانچ سالوں کی تنخواہ یک مشت نکالو۔

اچھا اچھا چلو واپس چلتے ہیں۔ اس تیز بارش میں۔

آج موسم بڑا بے ایمان ہے۔ بڑا بے ایمان۔۔

صاحب! اس طوفانی رات میں محمد رفیع بننے کی ضرورت نہیں ہے۔

تو کیا کشور کمار بن جاو گدھے کہی کے۔

بادام کھایا کرو احمق تا کہ سامان نہ بھول کے آیا کرو۔ تم نے مجھے بڑا تنگ کر رکھا ہے۔

بارش میں بھیگتے بھیگتے اچانک اس کے سامنے ایک خوبصورت عورت

(سڑک کے وسط میں، حیرت انگیز خصوصیات، لمبے سیاہ بال) روشن سرخ لباس میں ملبوس کھڑی تھی۔

اونچے اونچے نوکیلے سینڈل ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائے ہوئے۔۔۔

جو طوفان میں تقریباً غیر حقیقی اور دوسری دنیا کی حسین مخلوق معلوم ہوتی تھی۔

وہ ایک درخت کے قریب کھڑی تھی، بمشکل حرکت کرتی ہے، اس کی شکل ٹمٹماتے روشنی سے روشن ہے۔

اس کا سرخ لباس اندھیرے اور خوفناک ماحول سے بالکل متصادم کھا رہا تھا، کہاں یہ طوفانی رات؟

اور کہاں یہ خوبصورت نازک لڑکی؟ جیسے وہ کسی دوسری دنیا سے باہر نکل کر اس دنیا میں آئی ہو۔

موسلا دھار بارش کے باوجود، اس کے بال کامل اور سیدھے رہتے ہیں،

وہ لڑکی خاموش خاموش نظروں سے سلیمان کو دیکھ رہی تھی۔

عمران حیران اور قدرے پریشان ہو کر ایک لمحے کے لیے اسے گھورتا رہا۔

عمران (سانس کے نیچے بڑبڑاتے ہوئے)

زمین پر کیا۔۔۔؟

زمین پر کیا؟ زمین پر خدا کی مخلوق ہوتی ہے۔

عورت نرمی سے مسکراتی ہے، اس کی آنکھیں اس کے ساتھ اس طرح بند ہوتی ہیں جو عجیب طرح سے مانوس محسوس ہوتی ہے۔

اسکی ادائیں عجیب دلفریب سی ہوتی ہے۔ طوفان کے باوجود، وہ بالکل منظم اور پر اعتماد دکھائی دیتی ہے۔

زمین پر خدا کی مخلوق ہوتی ہوگی نازنین، مہہ جبین، گل جبین، شاہین، آفرین، امرین، نورین، مگر آسمانی مخلوق لگتا ہے۔

طوفانی راتوں میں نکلتی ہے۔ ویسے آپکی تعریف؟

عورت (آہستگی سے، پر سرار کے اشارے کے ساتھ)

ایسا لگتا ہے کہ آپ کچھ تلاش کر رہے ہیں... لیکن شاید آپ صحیح جگہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔

نہیں ایسی بات نہیں۔

ہمیں صیح جگہ معلوم ہے۔ وہی جا رہے تھے۔

اچانک وہ کھلکھلا کر ہنستی ہے۔

ایسے لگتا ہے جیسے فضا میں جلترگ بج رہے ہو۔ موسیقی سنائی دے رہی ہو۔

عمران پلک جھپکتا ہے، یقین نہیں آتا کہ اس نے اسے صحیح سنا یا نہیں۔

وہ ادھر ادھر دیکھ رہا ہے، یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ یہاں کیوں ہے، بھیگتی پھر بھی پر سکون۔

عمران (اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے)

کیا آپ کھو گئے ہیں؟

میرا مطلب ہے کیا آپ کو مدد کی ضرورت ہے؟ محترمہ؟

وہ ایک قدم آگے بڑھاتی ہے، اس کا سرخ لباس طوفان کے اندھیرے پس منظر میں بھی خاصا بھڑکیلا اور چمک رہا تھا۔

اس کی نگاہیں سیدھی ہم متوجہ تھی، لیکن اس کی موجودگی کے بارے میں کچھ اور محسوس کر رہا تھا۔

عورت (مزے سے مسکراتے ہوئے)

میں بالکل جانتی ہوں کہ میں کہاں ہوں۔ سوال یہ ہے کہ آپ کون ہے؟

بندہ ناچیز کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی، پی۔ ایچ۔ ڈی لندن کہتے ہیں۔

اور یہ میرے باورچی آغا سلیمان باشا خان بہادر، نواب، محمد زئی، یوسف زئی، خان، جاگیر دار سب کچھ ہے۔

سلیمان یہ سن سینہ چوڑا کر کے بولا۔

چلو صاحب! گھر چلتے ہیں۔

میڈیم کو دیر ہو رہی تھی۔

میڈیم آپ جائیے۔۔

ارے ارے سلیمان پاشا! ایسے نہیں بولتے۔

عمران عجیب بات چیت میں الجھ کر ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے۔

اسے یقین نہیں ہے کہ بارش ہے یا خود عورت مشکل کا شکار ہے۔

اس کی مسکراہٹ نرم ہوتی ہے، گو یا وہ اس کی اندرونی کشمکش کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

عمران (توجہ سے)

مجھے افسوس ہے، لیکن میرے پاس اس وقت آپ کے لیے وقت نہیں ہے۔

میں کھانے کی تلاش میں ہوں۔ میرے باورچی نے مجھے اس موسم میں باہر بھیجا...

کیونکہ یہ مجھے کھانے کو کچھ نہیں دیتا۔ کیونکہ۔۔۔

نوکراں دی چاکر۔۔۔ چاکراں دی کش کش۔۔

عورت اپنا سر ہلکا سا جھکا کر اس کا جائزہ لیتی ہے۔

عورت (قریب جھکاؤ، سرگوشی کی طرح آواز)

کبھی کبھی... بھوک کھانے کی نہیں ہوتی، بلکہ کچھ اور بھی ہوتی ہے۔

جی محترمہ آپ نے ٹھیک کہا۔

عمران اپنا سر ہلاتا ہے، اپنے اوپر رینگنے والے عجیب احساس کو دور کرتا ہے۔

وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی نارمل جواب نہیں۔

عمران (بڑبڑانا) یہ طوفان مجھ پر چالیں چل رہا ہے۔ کہ میں آج یہی رات بسر کرلوں۔

وہ اس کے پاس سے جانے کے لیے مڑتا ہے، لیکن جیسا کہ وہ مڑتا ہے، عورت کی آواز آتی ہے، نرم لیکن اصرار کیساتھ۔

عورت (آہستہ سے) محتاط رہیں کہ آپ جس چیز کی تلاش کرتے ہیں... کبھی کبھی، آپ کو سودے بازی سے زیادہ مل جاتا ہے۔

اور کبھی کبھی ضرورت سے زیادہ مل جاتا ہے۔

عمران بارش کی تیزی کے باوجود اپنے قدم کو روکتا ہے، اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی چل رہی تھی۔

وہ اس کی طرف پلٹتا ہے، لیکن عورت پہلے ہی اسکے طرف جھکنے لگی تھی، جیسے رات ہی نگل گئی ہو۔

ایسا لگتا ہے کہ بارش اب بہت بھاری پڑ رہی ہے، جو اپنے راستے میں موجود ہر چیز کو بھیگو رہی ہو۔

عمران (آہستگی سے،خود سے) ارے ارے محترمہ آپ سیدھی ہو جایئے۔گر جائے گی۔
آپ کیا کہہ رہی تھی؟
میں کہہ رہی تھی۔کہ آپکا باورچی کھانے کا سامان لے آیا ہے۔
سیلمان ایک لمحے کے لیے وہاں کھڑا رہتا ہے،اس کا دل دھڑکتا ہے،یقین نہیں آتا کہ۔
بارش تھی،تھکن،یا کوئی اور چیز جس نے اسے اتنا بےچین کر دیا تھا۔
مجھے لگتا ہے یہ کوئی بدروح ہے۔اسے ضرور کافرستان سے شاہ گل نے بیھجا ہوگا۔
عمران(سر ہلاتے ہوئے،بڑبڑاتے ہوئے)
میں جانتا ہوں پیارے سیلمان کہ آپ کیا سوچ رہے ہے...
وہ اس جگہ سے چلا جاتا ہے جہاں وہ کھڑی تھی،سیلمان تھوڑا دور کھڑا ہوتا ہے۔
اور خود اور عمران پردم درود اور جتنی سورتیں یاد تھی۔پڑھ کر پھونکتا ہے۔
ارے محترمہ اگر آپ چاہے تو میں آپکی مدد کر سکتا ہوں۔
میرے پاس گاڑی موجود ہے۔
اگر کہو تو آپکو چھوڑ دوں؟
نہیں مسٹر عمران اسکی ضرورت نہیں۔وہ اپنے دائیں ہاتھ سے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے۔
اسکے چمکیلے ریشمی بال طوفانی ہواوں کی وجہ سے اڑ رہے تھے۔
ارے لگتا ہے آپکا ہاتھ زخمی ہے۔یہ چھوٹی انگلی پے پٹی بندی ہوئی ہے؟
ہاں یہ کل میں کیچن میں کام کر رہی تھی۔تو میری انگلی زخمی ہوگئی تھی۔
اتنا بڑا مسلہ نہیں ہے۔ٹھیک ہو جائے گا۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔
میرا رشتے دار سامنے چوک میں میرا منتظر ہوگا۔
لڑکی چلی جاتی ہے۔
نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔
جیسے ہی عمران بارش میں واپس جانے لگتا ہے۔

وہ لڑکی پیچھے کہیں نظر نہیں آتی، بالکل کسی بھوتنی کیطرح غائب ہوجاتی ہے۔

سلیمان اس خوفناک احساس کو نہیں بلاسکتا کہ اچانک اندھیری طوفانی رات میں سرخ لباس میں ملبوس لڑکی۔

شہراب زیادہ زندہ وجاوید لگ رہا تھا۔طوفان زیادہ شدید ہوگیا ہے۔

سلیمان نے آخری بار پیچھے نظر ڈالی، اس نے سوچا کہ کیا وہ کبھی سمجھ پائے گا کہ آج رات کیا ہوا۔

سلیمان (کانپتی ہوئی آواز)

عمران......مت جاؤ......اس کے قریب مت جاؤ......کتنی بار آپکو منع کیا صاحب!

ہوسکتا ہے وہ کوئی چڑیل ہو۔

عمران جان بوجھ کر سلیمان کی بات نہیں سنتا۔

وہ ہپناٹائزڈ ہونے کی ناکام کوشش کرتا ہے، اس لڑکی کی غیر معمولی خوبصورتی اور اس کے عجیب اداوں سے مرعوب ہوا ہے۔

وہ قدم آگے بڑھاتا ہے۔سلیمان کیا وہ آفت چلی گئی۔

ہاں صاحب! چلی گئی۔

اب آپ زیادہ ڈرامے نہ کریں۔

میں آپکو خوب جانتا ہوں۔

کونسا ڈرامہ سلیمان؟

وہی ڈرامہ عینک والا جن۔

عمران (ایک مستی میں) تم کون ہو؟

سلیمان ڈر کے مارے ادھر ادھر دیکھتا ہے؟

کون۔۔۔کون۔۔۔مطلب ھامون جادوگر تھا۔

صاحب! رات کے وقت جنات کا نام نہیں لیتے۔

سڑک پر ہوا کا ایک جھونکا یوں لگتا ہے۔جیسے ہم سب برف بن کے جم جائے گے۔

بارش کی آواز مدھم ہوتی دکھائی دی رہی ہے، بارش تھم چکی تھی۔

عمران (سرگوشی، آواز کانپتی ہوئی)

تم کیا ہو؟

صاحب! میں بھوت ہوں۔

میں سلیمان ہوں۔۔۔سلیمان آپکا عزیز باورچی۔

اب میں کیا کروں گا؟ سلیمان!

صاحب! ابھی آپ رقص کرینگے۔

اور میں طبلہ بجاوں گا۔

کتنی بار میں نے تمھیں منع کیا ہے سلیمان۔

کہ ٹبی گلی مت جایا کرو۔۔۔مت جایا کرو۔

دیکھا تم میں اثرات آ گئے نہ۔

لاحول ولاقوۃ۔۔۔

صاحب! میرے دشمن جائے ٹبی گلی۔۔۔ٹیکسالی گیٹ۔

دیکھا میں نہ کہتا تھا۔

تم گلیوں سے بھی واقف ہو۔

جہاں نازنین، مہہ جبین رقص کر کے نظر آتی ہے۔

شکر ہے گھر پہنچ گئے۔

عمران کپڑے بدلنے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اور سلیمان باورچی خانے میں گھس گیا۔

صاحب! آملیٹ بناوں؟

یا انڈے بوائل کروں؟

جو مرضی کرو پیارے سلیمان۔

بس میرے لئے شاندار بریک فاسٹ بناو۔

ارے۔۔۔۔۔رے رے۔۔یہ تو صبح کے چار بج چکے ہیں۔

لگتا ہے ہم نے پوری رات بارش میں گزار دی۔

کنفیوشس کے لئے ناشتہ تیار ہے۔

سلیمان فخر سے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے۔

عمران لاپروائی سے ناشتہ کرنے لگا!

کنفیوشس کے لئے چائے بھی تیار ہے۔

پھر تم نے بکواس شروع کی! عمران نے غصے سے کہا۔

سرکار! آپکی نقل کر رہا ہوں۔

نقل کرنے کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے گدھے۔۔۔۔۔کنفیوشس۔۔۔۔ارر۔۔۔سلیمان!

اچانک کسی کے آنے کی قدموں کی آواز سنائی دی!

جا کے دیکھو اس وقت کون گدھا آ رہا ہے۔

آنے والا ادھر ہی آ رہا ہے صاحب! آپ بےفکر رہیں۔

سلیمان نے دروازہ کھولا۔۔

اوہ! اچھا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔میں بتاتا ہوں۔

کون ہے؟

ایک تنومند، بھاری بھرکم آدمی جس نے کریم کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا!

اپنی پھٹیچر ڈوڈوگی پہ آیا تھا۔

ارے کمبخت! صاف صاف کہو کہ۔۔

محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض آئے ہے۔

جاؤ انکو اندر بلاؤ کہ ناشتہ کرلیں۔

صاحب! وہ پیغام دے کر واپس چلے گئے۔

یہ سوپر فیاض بھی عجیب نمونہ ہے۔سراغ رسانی کے ادارے میں۔۔

کبھی آتا ہے۔کبھی جاتا ہے۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا! ہوسکتا ہے کل آجائیں۔۔۔شام کو آجائیں یا کل آجائیں!

کیا پیغام دیا ہے؟ بتاؤ

صاحب! وہ کہہ رہے تھے۔کہ صفدر آپکے منتظر ہے اپنے گھر میں ان سے آج ضرور ملنے جائے۔

وہاں آج اچھا کھانا پکا ہے۔پلاؤ، بریانی، کسٹرڈ، کھیر، مرغ مسلم وغیرہ۔

یار سلیمان میرے منہ میں تو پانی آگیا۔

چلو میں نکلتا ہوں اچھا۔

صاحب آرام سے بیٹھ کے ناشتہ کریں۔

اچھا ٹھیک ہے۔عمران نے احمقوں کیطرح کہا!

کمرہ مدھم روشنی میں ہے۔

لکڑی کی ایک بڑی میز کمرے کے بیچ میں پڑی ہے، کاغذات کے ساتھ اونچے ڈھیروں سے ڈھیر فائلوں کا انبار لگا ہوا ہے۔

ڈی ایس زمان، ایک ادھیڑ عمر کے آدمی، جو کہ ایک ممتاز پولیس افسر ہے، ایک موٹا لفافہ پکڑے میز پر بیٹھا ہے۔

اس کے آس پاس عمران بیٹھا ہے، ایک نوجوان، شوقین ایجنٹ جسے دنیا صفدر کے نام سے جانتی ہے۔وہ بیٹھا ہوا ہے۔

عمران یہی ہے۔ڈی ایس سر زمان!

جو میرے مرحوم والد محترم کے کلاس فیلو اور دوست پے۔انکی ریکوسٹ پر میں آپکو ان سے ملانے آیا ہوں۔

سر زمان: (سنجیدگی سے، آگے جھکتے ہوئے)

علی عمران صاحب، آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔

مگر مجھے آپ سے مل کر بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی۔۔کیونکہ کنفیوشس خوش نہیں ہے۔

کیا مطلب سر زمان کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو گئے۔

وہ اس لئے کہ جناب! نہ چائے نہ بسکٹ نہ لوازمات اور صرف خوشی؟

اوہ!۔۔۔اچھا سر زمان زور سے ہسنے لگے۔

اور ٹیلی فون کر کے چائے کا آرڈر دے دیا۔

چائے ملائی والی ہونی چاہیئے۔

ایک دم کڑک۔۔۔

صفدر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔

لیجئے عمران صاحب! چائے آ گئی نوش فرمائیں۔

شکریہ انکل! کیا میں آپکو انکل کہہ سکتا ہو؟ صفدر کے رشتے کے حوالے سے۔

جی جی برخوردار ضرور۔۔۔

ویسے آپ بہت اچھے انسان ہے۔

حالانکہ میرے والد صاحب جو کہ محکمہ سراغ رسانی کے جنرل ڈائریکٹر تھے۔

وہ ہمیشہ مجھے حبط الحواس، احمق، ڈفر اور نہ جانے کیا کیا سمجھتے ہیں۔ انکا بس نہیں چلتا کہ مجھے گھر سے نکال دے۔

آپ کافی دلچسپ معلوم ہوتے ہیں عمران بیٹے۔

خیر میں تم سے ایک اہم مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا تھا!

جی ضرور گفتگو کریں میں سن رہا ہوں۔

ہمیں اطلاع ملی ہے دارالحکومت میں رات کے سنٹرل چوک پے کوئی بندہ قتل ہو گیا تھا۔

اور یہ کوئی پہلا قتل نہیں ہوا۔

بلکہ اس سے پہلے بھی پانچ قتل پچھلے تین مہینوں میں ہوئے ہیں۔

ہمارا ڈیپارٹمنٹ قاتل کو پکڑنے میں ناکام ہوا ہے۔

کیونکہ قاتل ایسے غائب ہو جاتا ہے۔ کہ نام ونشان نہیں ملتا۔

اس لئے میں نے صفدر سے کہا کہ آپ سے ملاقات کروائی جائے۔

انکل زمان! چائے بڑی کڑک اور زبردست تھی۔

میں اب اجازت چاہوں گا۔

باقی آپ صفدر سے رابطے میں رہیں۔ خدا حافظ

صفدر کیا آپکے پاس سائیکل ہے؟

کیوں سائیکل کا کرنا ہے؟

میں نے حوالدر فیکے کو ساتھ لے کر مقتول کے گھر جانا ہے۔

کیونکہ مقتول کا گھر گاوں میں ہے۔ جو کہ آدھا گھنٹہ دور ہے شہر سے۔

تو عمران اسکے لئے سائیکل کی کیا ضرورت؟

کیپٹن فیاض کی موٹر سائیکل پر چلے جاو۔

کیا کہا؟ ذرا پھر سے کہنا؟

اس پھٹیچر ڈوڈوگی پر جاوں تاکہ سارے گاوں والوں کو پتہ چل جائے کہ کوئی آیا ہے۔

ہرگز نہیں۔۔۔ میں خود ہی کچھ کرلوں گا۔

عمران حوالدار فیکے کو ساتھ لے کر چلا گیا۔

اور تانگے میں بیٹھ کر مقتول کے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔

اکتوبر کی شام تھی۔اور سردیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔
موسم سرما ہمارے ساتھ چیڑ چھاڑ میں مصروف تھا۔شام اچھی خاصی ٹھنڈی تھی۔
وہاں پہنچ کر معلوم ہوا۔
کہ مقتول شاھد ایک طالب علم تھا اور ہوسٹل میں مقیم تھا۔
اس کی بیوہ ماں غم سے نڈھال اور بے حال تھی۔
بیٹا بس کیا بتاوں شاھد کی پرانی عادت تھی۔کہ جب رات کا کھانا کھاتا تو چہل قدمی کے لئے باہر ضرور نکلتا۔
بس کیا بتاوں پولیس والوں نے بتایا کہ شاھد کی لاش پارک کے پیچھے ملی۔
اماں آپکی کوئی پرانی دشمنی تو نہیں تھی؟ عمران بہت نرمی سے پوچھنے لگا۔
نہیں بیٹا! ہم غریبوں کا دشمن تو غربت ہی ہے۔
عمران کچھ اہم سوالات کر کے وہاں سے نکلا۔
حوالدر رفیکے!
جی سرکار۔۔
مجھے لگتا ہے کہ مقتول شاھد کی عمر چوبیس پچیس سال کے درمیان رہی ہوگی۔
اسکے سینے پر کسی تیز دھار آلے کے متعدد وار کئے گئے تھے۔
امکان یہی ہے۔کہ آلہ قتل کوئی نوکیلی چیز یا نوکدار چیز جیسا لگتا ہے۔
افسوس اس بے وقت موت نے شاھد کی جوانی کو خاک میں ملا دیا تھا۔
ابتدائی پوچھ گچھ کے بعد پتہ چلا کہ مقتول شاھد کے لاش کے پاس ایک ٹوٹا ناخن ملا تھا۔
جو غالبا کسی عورت کا لگتا ہے۔
عمران صفدر کو کال ملاتا ہے۔
عمران: (الجھن مگر متجسس) ہیلو صفدر۔۔ پارک کے قریب جتنے سی۔سی۔فوٹج ہے وہ فورا مجھے چاہیئے۔
صفدر: بالکل۔آدھے گھنٹے میں آپکے گھر پہنچ جائے گے۔کوئی مسئلہ نہیں۔
عمران نے لفافہ اٹھایا، اس کی انگلیاں ہلکی ہلکی کانپ رہی تھیں۔
اس میں کچھ رقم عمران نے ڈالی اور خاموشی سے شاھد کی بیوہ ماں کے تکیے کے نیچھے رکھ دی۔
عمران: فون ملاتے ہوئے۔۔

ہیلوتنویر۔۔۔واردت کی رات جتنے فون نمبر لوکیشن پر ایکٹو دی مجھے انکے کوائف اور معلومات ابھی چاہیئے۔۔
اس طرح کی چیز تک رسائی ایدے ہی ہو گی؟
تنویر: (توقف کرتے ہوئے، سختی سے دیکھتے ہوئے)
یہ وہی واقعہ ہے جو ہمیں ہی حل کرنے کی ضرورت تھی۔
اپنا لیپ ٹاپ دس منٹ میں چیک کریں۔
ڈیٹا مل جائے گا۔تنویر فون کاٹ دیتا ہے۔
چلو فیکے واپس چلتے ہیں۔
سرکار! یہ صرف ایک عام قتل نہیں ہے۔ یہ کہیں زیادہ خطرناک ہے۔
اور مجھے یقین ہے کہ اس کے پیچھے لوگ کچھ بڑا منصوبہ بنا رہے ہیں۔
کیونکہ لاش کے سینے پر لگا تار زخم موجود تھے۔
جیسے کوئی پاگل، جنونی قاتل ہو۔
لگتا تو ایسے ہی ہے۔

عمران کے سامنے ڈھیر سارے فائل پڑے تھے۔
جسے باری باری وہ پڑھ رہا تھا۔
یہ ان پانچ قتل جو ہوئے تھے انکے بارے میں دستاویزات تھی۔
ان میں چند ایسے کیسوں کے کاغذات تھے۔جن میں پولیس محکمے کو کامیابی نہیں ملی تھی۔
عمران نے احتیاط سے لفافہ کھولا اور کاغذ کی ایک شیٹ نکالی۔
یہ بے ترتیب حروف اور علامتوں سے بھرا ہوا کوئی دستاویز تھا۔
سارا شہر سناٹے میں آ گیا تھا۔
صاحب! آپ کب تک دماغ کھپاتے رہے تھے؟
ان بے فضول کے کاغذات کیساتھ؟
مجھے سودا لانا ہے۔روپیہ چاہیئے۔
کم بخت! مجھے سر سلطان نے ابھی چیک نہیں دیا۔

جب ملے گا تب تجھے روکڑا دونگا۔

چلو ٹھیک ہے۔ میں اپنے جیب سے خرچہ کرتا ہوں۔

ہاں ہاں ڈائری میں لکھ لینا۔

عمران: یہ کیا ہے؟ یہ بکواس کی فلم لگتی ہے۔ ہر قتل رات کے وقت۔۔۔اور پارک کے آس پاس۔

عمران اپنا لیپ ٹاپ کھولتا ہے۔

اسے سی۔سی فوٹج مل جاتی ہے۔

اسے چیک کرنے لگتا ہے۔

عمران کاغذ کو دیکھتا ہے، اسے ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں لگ جاتی ہیں اور صوفے پر ہی سو جاتا ہے۔

سلیمان واپس آیا تو دیکھا کہ عمران گھوڑے بیچ کے مزے سے سو رہا ہے۔

اچانک اسکا لیپ ٹاپ بلنکنگ کرنے لگتا ہے۔

سلیمان سمجھ جاتا ہے کہ کوئی خاص مسیج آیا ہے۔

صاحب! اٹھیئے آپکا لیپ ٹاپ۔۔

عمران ہڑبڑا کر اٹھا۔

کیا ہوا۔۔۔کیا ہوا۔۔

کیا میرا لیپ ٹاپ جل گیا؟

نہیں صاحب شائد پیغام آیا ہے۔

اوہ! اچھا عمران احمقوں کیطرح لیپ ٹاپ آن کرتا ہے۔ سلیمان صوفے کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے۔

سامنے سکرین پر تنویر نے اس دن جتنے موبائل فون واردات کے وقت ایکٹیو تھے۔

انکے کوائف اور تصاویر ای۔میل کئے تھے۔

عمران ایک، ایک غور سے چیک کر رہا تھا۔

اچانک سلیمان پیچھے سے چیختا ہے۔

کیا ہوا سلیمان پاشا کیا زلزلہ آ گیا ہے؟

صاحب! چیڑیل۔۔۔۔چ۔۔چ۔۔چیڑیل۔

کہاں ہے چیڑیل احمق کہی کے۔۔

یہ ہمارا گھر ہے۔

شمسان گھاٹ نہیں۔

لیپ ٹاپ میں ہے۔

ارے ہاں۔۔۔۔یہ تو وہی لڑکی ہے۔

جو اس دن سرخ لباس میں ہمیں بارش میں ملی تھی۔

شاباش آغا سیلمان پاشا تمھاری نظریں واقعی تیز ہے۔

یعنی یہ بھی قتل کی رات پارک کے آس پاس تھی۔واردت کے دن۔

صاحب!واردت کے دن نہیں۔

واردات کی رات۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔جاو میرے لئے چائے لاو۔

عمران بارش والی لڑکی نمبر گوگل سرچ میں لکھتا ہے۔۔

ارے واہ!یہ دیکھو آغا سیلمان۔

کیا دیکھوں؟کس کو دیکھوں؟

ابے گدھے!اس چیڑیل نے آن لائن ایڈ دیا ہے۔

ہمارا ایک مختصر گھرانہ ہے۔

میں اور ابو اور میری پھوپھو اور ایک مالی اور ایک میڈ۔ہمیں فل ٹائم کے لئے ایک عدد خانساماں کی ضرورت ہے۔

رہائش اور کھانا مفت دیا جائے گا۔تنخواہ کے علاوہ۔

عمران صاحب!میرے پاس کوئی کپڑے وغیرہ نہیں ہے۔سمجھے آپ۔

میرے پیارے آغا سیلمان پاشا۔۔

آل پاکشیا باورچی ایسوسی ایشن کے چیئرمین۔

اب تو میں تمھارے قبیلے کا ہوں۔

دوسرے دن عمران خانساماں کا لباس پہن کر۔

ڈیفنس کے بنگلہ نمبر 27 میں پہنچ گئے۔

دروازے پر گھنٹی بجائی۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے دروازہ کھولا۔

جس کے کپڑوں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔

غالبا آپ مالی کا کا ہے؟

جب جوان آپکو کس سے ملنا ہے؟

آپکی مالکن سے۔۔۔میرا مطلب ہے کہ اخبار میں خانساماں کا اشتہار دیا تھا۔

اس سلسلے میں آیا ہوں۔

اوہ! بہتر جناب اندر آیئے۔

بنگلہ اندر سے کافی وسیع اور خوبصورت تھا۔

جدید فرنیچر اور کھڑکیوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔

ایک بھاری بھرکم اڈھیر عمر آدمی ہال میں آئے۔

یہ صاحب کون ہے؟ مالی کا کا

سرکار یہ نوکری کے سلسلے میں آئے ہیں۔

اچھا میں اپنے دوست کے گھر جار ہا ہوں۔

ستارہ بے بی سے کہنا گھر سے باہر مت نکلنا۔

آج شام میرے دوست اور اسکے بیٹے آرہے ہیں۔

وہ لندن سے ڈاریکٹ یہی آئے گے۔

بہتر جناب آپ بےفکر رہیں۔

تھوڑی دیر بعد وہی لڑکی نیچے آئی۔

اچھا تو یہ صاحب آئے ہیں انٹرویو کے لئے۔

کھانا پکانا وغیرہ تو آتا ہے نہ؟

ہاں جی سب کچھ پکالیتا ہوں۔

کباب، کڑاہی، زردہ، پلاو، روٹی، سلان سب کچھ۔

شاباش مگر تنخواہ تھوڑی کم ہوگی۔

اگر یہ پیکج منظور ہے۔تو ڈن۔

ارے ہاں۔۔۔مجھے لگتا ہے جیسے آپ کو کہی دیکھا ہے؟

یاد نہیں آرہا۔کچھ۔۔

جی محترمہ!میرا نام علی عمران ہے اس دن بارش کی رات آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔

یہ سن کر وہ کچھ گھبرا گئی۔

ہاں ہاں یاد آیا۔۔

کیا آپ واقعی ضرورت مند ہے؟

جی محترمہ اب کیا کہو؟ حالات ہی ایسے ہیں۔

محترمہ نہیں۔۔۔میرا نام ستارہ علی نواز ہے۔

جی جی ستارہ جی۔۔

اسی دوران ایک شوخ اور الہڑ قسم کی لڑکی آئی اسکی آنکھیں تیز اور بڑی بڑی تھی۔

چہرہ لمبا اور قد درمیانہ تھا۔

اسکے ہاتھ میں ٹرے میں گلاس میں کوئی مشروب تھا۔وہ لائی اور میز پر رکھ کر چلی گئ۔

یہ ہماری نوکرانی ماریہ ہے۔

اسکا اس دنیا میں کوئی نہیں۔

میرے بابا ماریہ کو ایک این۔جی۔او سے لائے تھے۔بچاری بے سہارہ تھی۔اب ہمارے گھر کا ایک حصہ ہے۔

ماریہ۔۔۔ماریہ

جی ستارہ بی بی۔۔۔عمران کو اسکا کمرہ اور باورچی خانہ دیکھاو۔اور اسے کام سمجھاو۔

جی بہتر ستارہ بی بی۔۔ماریہ بے پراوائی سے میرے ساتھ جانے لگی۔

یہ باورچی خانہ ہے۔

اس میں کھانے پینے کا سامان اور سب کچھ پڑا ہے۔

ستارہ بی بی دس بجے ناشتہ کرتی ہے۔

اور بڑے صاحب جی علی نواز خان سویرے سویرے

دفتر نکل جاتے ہیں۔

اور ہاں آج شام مہمان آنے والے ہیں

دعوت کی تیاری کرو

میں بازار جا رہی ہو۔۔۔اور ماریہ چلی گئی۔

عمران نے پورے باورچی خانے کا جائزہ لیا۔اسکے پیچھے گودام تھا۔جس میں کاٹ کباڑ بھرا ہوا تھا۔

سامنے دلان تھا۔اور کرسیاں رکھی ہوئی تھی۔

باورچی خانے کی کھڑکی کے پیچھے بھی چھوٹا باغیچہ تھا۔جس میں دو تین پیچھے کیطرف دروازے تھے۔جن پر میل جمی ہوئی تھی۔

اور گیٹ پر زنگ لگا ہوا تھا۔ایسے لگ رہا تھا جسے مدتوں سے یہ دروازے مقفل اور بند تھے۔

عمران نے جلدی جلدی چاول دھوئے۔۔پھر اسے چولہے پے چڑھا دیا۔

فریج سے مرغی نکالی وہ دھونے لگا۔

اسکے بعد مختلف سبزیاں اچھی طرح دھونے لگا اور روبوٹ کیطرح سلاد کاٹنے لگا۔

یہ سارے کام اس نے اپنے خانساماں سلیمان سے سیکھے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد بنگلے میں ایک گاڑی آئی اس میں سے چار بندے اترے۔۔

اسلام علیکم انکل!

اوہیلو! مائی ڈارلنگ مائی بے بی گرل! آدمی اسے گلے لگانے لگا بے تکلفی سے۔

اسکے چہرے پر چھوٹی داڑھی تھی اور آنکھوں پر کالی سیاہ عینک۔۔۔

اسکے پیچھے دونو جوان لڑکے تھے۔

یہ میرا بیٹا کرسٹو ہے۔اور یہ ہینری ہے میرا بھتیجا۔۔

آپ سے مل کر خوشی ہوئی ستارہ نے کہا۔

مس ستارہ کیا یہ لوگ کرسچن ہے؟

کون لوگ؟ عمران

یہی جو مہمان آئے ہیں۔

ارے نہیں مسلمان ہے۔مگر باہر ملک میں رہتے ہیں۔تو ایک دوسرے کو اس نام سے پکارتے ہیں۔

اوہ! یعنی کالے انگریز ہیں۔عمران بولا۔

عمران: رکو... مجھے لگتا ہے کہ میں کچھ دیکھ رہا ہوں! یہ حصہ یہاں ہے۔مسٹر ہینری اپنا بیگ خود اٹھاو آج کیا تاریخ ہے ویسے؟

کرسٹو: تو کیا ہم تاریخ میں کچھ تلاش کرر ہے ہیں؟

او پورمین! میرے لئے جوس لاو۔

عمران: (سر ہلاتے ہوئے) پور ہوگا تو خود۔ تیرا دادا۔ تیری دادی۔

ازلی غریب۔

آج کی تاریخ میں کام نہیں کرتا۔ابھی موڈ نہیں۔

مس تارہ! مس تارہ! آپکا شیف تو بہت ہی بدتمیز ہے۔

کیا کہا؟ کرسٹو۔

اوآئی ایم سوری۔۔اصل میں آج ہی نوکری پے آیا ہے۔

اسے یہ علم نہیں کہ آپ خاندانی رئیس لوگ ہیں۔

اچھا تارہ! میں روم میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

رات کو سب ڈنر کے لئے ایک ساتھ موجود تھے۔

بڑے صاحب بھی ہنس ہنس کے کھانے کے ٹیبل پے اپنے دوست سے خوش گپیاں لگا رہے تھے۔

ستارہ بیٹی! کھانا تو بہت ہی شاندار ہے۔

اور خاص کر زردہ تو لاجواب ہے۔واہ تمھاری ماں کی یاد آ گئی۔

جی پاپا! یہ ہمارے نیو شیف عمران نے بنایا ہے۔

ویلڈن! بہت اچھے۔

کھانے کے بعد سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔

جبکہ کرسٹو اور ہنری کا کمرہ نیچے تھا۔

وہ دونوں کریم کھیل رہے تھے۔

ستارہ اپنے کمرے میں سوگئی تھی۔

عمران پورے گھر کا چکر لگا رہا تھا۔

دس منٹ بعد واپس اپنے کمرے کا رخ کرتا ہے۔

اور ریڈیو آن کر کے اپنا پسندیدہ پروگرام غنچہ شوق کا انتظار کرتا ہے۔

رات کے وقت وہ کچھ آوازیں سنتا ہے۔

جب باہر دیکھتا ہے تو کرسٹو فریج سے پانی کی بوتل لے رہا تھا۔

عمران واپس اپنے بستر پر جاتا ہے۔

رات کے دو بجے اچانک کسی کی قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔

عمران آہستہ سے اٹھتا ہے۔کھڑکی سے نیچے کھودتا ہے۔اور جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے۔

اچانک سامنے مس ستارہ نیلا ریشمی لباس زیب تن کئے آگے جا رہی تھی۔

اور آہستہ سے گیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکل جاتی ہے۔

یہ کیا چکر ہے بھئ؟ عمران خود سے بولنے لگا۔

میڈم ستارہ تو پھر سے چڑیل بن رہی تھی۔

اچانک سے کسی اور کی قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

عمران نیچے جھک جاتا ہے۔

سامنے سے ماریہ ڈوپٹہ اوڑھے خاموشی سے گیٹ سے باہر نکلتی ہے۔

ارے یہ کیا چکر ہے بھئ؟

عمران اسی جگہ بیٹھ گیا۔اور انتظار کرنے لگا۔

ٹھیک پندرہ بعد مس ستارہ واپس گھر کے اندر داخل ہوتی ہے۔

اور اسکے بازو سے خون بہہ رہا ہوتا ہے۔

غالبا اسے چوٹ لگی ہوئی تھی۔

وہ ہال میں گھبرائی گھبرائی داخل ہوتی ہے۔

پانی کا گلاس پیتی ہے۔

عمران جان بوجھ کے اٹھنے کا دیکھاوا کرتا ہے۔

ارے مس ستارہ! یہ آپکو کیا ہوا؟

کچھ نہیں بس لان میں گر گئی تھی۔

ذرا سی خراش ہے۔

ادھر لایئے میں دوا لگاتا ہوں۔

دوائی لگانے کے بعد عمران باورچی خانے جاتا ہے۔تو تین بج رہے تھے۔

اور اسی وقت دبے قدموں ماریہ بھی گھر میں داخل ہوتی ہے۔

اسکے ہاتھ میں لفافہ ہوتا ہے۔اور خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے۔

صبح صبح ماریہ ستارہ کے کمرے میں جاتی پے۔

اٹھیئے ستارہ بی بی!اور لفافے سے کوئی ٹیوب نکال کر اسکے زخموں پر لگاتی ہے۔

یہ رات رات کو نکلنا۔۔اگر بڑے صاحب کو پتہ لگ گیا تو غضب ہو جائے گا۔۔

ماریہ چونک کر موڑی۔۔۔شائد اسے عمران کی موجودگی کا علم نہیں تھا!

اوہ!عمران صاحب آپ اتنی صبح۔۔

جی مس ستارہ کے لئے بیڈ ٹی لایا تھا۔

مگر وہ تو بیڈ ٹی نہیں پیتی۔

اچھا تو پھر آپ پی لیں۔

میں بیڈ ٹی نہیں پیتی۔۔سرد لہجے میں بولتے ہوئے۔

کوئی بات نہیں ماریہ۔۔میں آپکے لئے گڈ ٹی بناتا ہوں۔

اف۔ ۔۔۔ دماغ کی دہئ کر دی۔

دہی نہیں۔۔۔لسی بنا دی اور اس سے مکھن بھی نکال لیا۔

عجیب خبطی آدمی ہو۔۔

جیسا بھی ہوں۔ایسا ہی ہوں۔۔

گڈ مارننگ گائز! کرسٹو نیند سے جاگ گیا تھا۔

عمران مجھے ایک گلاس جوس چاہیئے۔

جی مل جائے گا۔

مگر ایک شرط پر۔

کونسی شرط پر مسٹر شیف؟

مسٹر شیف نہیں۔۔۔مسٹر جیف۔۔

وٹ۔۔۔۔جیف۔۔۔کیا ہے۔

جیف میرا ہد ہد ہے۔ جو دور کی اڑا کے لاتا ہے۔

کیا مطلب مسٹر شیف؟

طلب، شطلب چھوڑو میں جوس لاتا ہوں۔

عمران جوس کا گلاس کرسٹو کے کمرے میں لیجاتا ہے۔اور اس سے سوال پوچھتا ہے۔

کرسٹو بھائی ایک بات تو بتائیں۔

یہ آپکے والد محترم آپنے بھتیجے ہینری سے تو زیادہ ہنس ہنس کے بات کرتے ہیں۔

اور آپ سے سخت رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں؟

یہ سن کر کرسٹو کا چہرہ بجھ سا جاتا ہے۔

مسٹر شیف وہ دارصل میں اپنے ڈیڈی کی اصل اولاد نہیں۔

وہ کیسے؟

میرا مطلب ہے میری ماما مجھے جنم دے کر مر گئی تھی۔اور انکی ڈیڈی سے شادی نہیں ہوئی تھی۔

اوہ! اچھا اب سمجھا۔۔۔

خیر کرسٹو بھائی اس میں غم زدہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔

وہ اب بھی آپکے ہی والد ہے۔فکر مت کریں۔

دس بجے ہینری بھی نیند سے جاگ جاتا ہے۔

ہیلو! پور مین مجھے ناشتہ چاہیئے۔

پہلی بات یہ۔کہ آئی۔ایم۔ناٹ پور مین۔

دوسری بات آیی۔ایم ریچی ریچ۔

اور تیسری بات میں تیرے دیسی انگریز باپ کا نوکر نہیں ہو۔

وٹ وٹ۔۔۔مسٹر شیف!

شیف۔۔۔ویف۔۔۔جیف۔۔چھوڑو

میرا مطلب ہے ہینری شہزادے آپ کیچن میں آکر ناشتہ کرلیں۔

اوکے مسٹر شیف۔۔

تم بڑا جاہل بندہ ہے۔

ہاں جاہل تو ہے۔۔ پتہ ہے؟

کیا۔۔۔کیا۔۔

جب میں آسمان پے جاتا ہوں۔تو مجھے زمین دیکھائی دیتی ہے۔

اور جب میں زمین پے جاتا ہوں۔تو مجھے آسمان دیکھائی دیتا ہے۔

اور ئیلی۔۔۔مسٹر شیف۔۔

ہاں ہینری شہزادے تو اور کیا۔۔

چلو ڈانس کرو۔۔

اور ہینری! بیوقوفوں کیطرح ناچنے لگتا ہے۔

عمران! میز پے طبلہ بجاتا ہے۔

یہ کیا مراثی خانہ! کھول رکھا ہے؟ ماریہ نے حیرت سے پوچھا۔

مراثی خانہ نہیں۔۔۔ہینری خانہ۔۔مس ماریہ۔

چلو میں آپکے لئے حلوہ بناتی ہوں۔

آج ویسے بھی بادل چھائے ہوئے ہیں۔

لگتا ہے طوفان کی آمد آمد ہے۔

بہت شکریہ مس ماریہ۔اپ واقعی بہت اچھی ہے۔

ہینری کو آنکھ مارتے ہوئے۔

عمران پرانی کتابوں، اخباروں اور دستاویزات کے ڈھیروں سے گھری میز پر بیٹھا ہے۔

وہ ایک قدیم زمانے کے کتابوں کے صفحات کو پلٹتا ہے،

اس کی آنکھیں کسی غیر معمولی چیز کو ڈھونڈنے کے لئے بے چین ہوتی ہیں۔

لائبریری خاموش جگہ پر ہوتی ہے، صرف کاغذ کے سرسراہٹ کی آواز ہی سنائی دیتی ہے۔

عمران صاحب! یہ بڑے صاحب کے کتابوں کا ذخیرہ ہیں۔

وہ یہی مطالعہ کرتے ہیں۔اس لئے یہ اوپر کے پورشن پر بنا ہوا ہے۔تاکہ یہاں مکمل سکون اور خاموشی ہو۔ماریہ بتانے لگی۔

اوہ! اچھا ویسے کافی اچھی جگہ ہے۔ یہاں سے پورا لان۔۔ درخت بیل بوٹے سب نظر آتا ہے۔

اوہ ہو! آسمان پے کالے بادل چھا گئے ہیں۔

لگتا ہے طوفان آنے والا ہے۔

ہاں موسم خراب ہونے والا ہے۔ ماریہ بولی۔

عمران: (خود سے) اس موسم میں سلیمان کی ہاتھ کی چائے یاد آ رہی ہے۔

ہال میں مسلسل ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔

کیا یہ کلثوم کا گھر ہے۔

عمران فون پے جواب دیتا ہے۔

نہیں جناب یہ کلثوم کا گھر نہیں ہے۔

دوبارہ فون کی گھنٹی بجتی ہے۔

عمران فون اٹھاتا ہے۔

ہیلو! کیا یہ کلثوم کا گھر ہے۔

جی یہ کلثوم کا گھر ہے۔ وہ اپنے عاشق کیساتھ کل رات بھاگ گئی ہے۔

توبہ استغفار۔۔۔۔ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں قبلہ!

تو کیا شوہر عاشق نہیں ہوسکتا؟ حضرت!

ویسے آپکو کام کیا ہے کلثوم سے۔۔

وہ مجھے ہدہد نے خبر دی ہے۔ کہ یہاں ہمارا پرندہ اڑ رہا ہے۔ اسکی خیر خبر لینی ہے۔

ارے صفدر کے بچے یہ تم آواز بدل کے بات کرر ہے ہو؟ عمران نے اپنی آواز آہستہ کی۔

فلحال کوئی خاص بات نہیں۔

صرف کوے اڑ رہے ہیں۔ مکھیاں اڑ رہی ہے۔

اور کچھ خاص نہیں۔

ہم نے سپرے نہیں کروانا۔ شکریہ۔ اور فون رکھ دیتا ہے۔ یہ مجھے مروائے گا۔ موٹا اونٹ۔

کون موٹا اونٹ؟ ماریہ پوچھنے لگی۔

کوئی نہیں بس ایسے جیسے موٹی بھینس۔

عجیب احمق انسان ہو عمران آپ بھی؟

عجیب تو نہیں ہوں۔۔البتہ خبیب انسان ہوں۔

یا حبیبی! یا حبیبی!

مطلب کیا ہے؟

اسکا مطلب ہے عربی میں ڈارلنگ۔

توبہ ہے۔ماریہ غصے سے جاتی ہے۔

رات کو موسلادھار بارش شروع ہو جاتی ہے۔

عمران۔۔۔۔عمران۔۔۔بارش ہو رہی ہۓ۔

باہر لان سے کپڑے اندر لے آو۔ماریہ چیختے ہوئے۔

عمران کپڑے لا رہے تھے۔

کہ اچانک بارش میں ہینری بھی نکل آئے۔

اوہ! مائی۔۔۔۔وٹ بارش۔۔۔سوفاسٹ۔

شہزادے اکتوبر کی بارش ہے۔سردی لگ جائے گی یہ کیا لان میں ناچ رہے ہو۔

یہ سننا تھا کہ ہینری بھی ناچنا شروع ہو گیا۔

ہینری اچل اچل کر مزے سے ناچ رہا تھا۔

عمران بھی ساتھ ناچنے لگا۔

اسی دوران کرسٹو بھی لان میں آ گیا۔

بارش میں ناچتے ناچتے ہینری اور کرسٹو مکمل بھیگ چکے تھے۔

ہینری سردی سے کانپ رہا تھا۔

ہینری اور کرسٹو کمرے کے اندر چلے گئے۔

عمران جانتا تھا۔کہ کپڑے تبدیل کر کے دونوں بستر میں گھس جائے گے۔اور صبح سے پہلے نہیں اٹھنے والے۔عمران مطمئن تھا۔

عمران نے آج بارش کے بہانے بستر باورچی خانے میں ہی لگا لیا۔

چولہے پے سبز چائے چڑھادی۔اورخوب ڈھیر ساری الائچی ڈال دی۔

چائے بنانے کے بعدعمران ریڈیوآن کرتا ہے۔

کپ میں گرم گرم چائے ڈال کرکے۔

ریڈیو پرفریدہ خانم کا گانا۔

مجھ سے پہلے سی محبت میرے محبوب نہ مانگ۔

اورگانا سنتے سنتے عمران کی آنکھ لگ گئی۔

اچانک کسی کی قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

ٹک ٹک ٹک جیسے سینڈلوں کی آواز ہو۔

عمران کی نیندتو کافی پکی تھی۔مگرہلکی آواز پر بیدار ہونے کی عادت اسکی پرانی تھی۔

ارے یہ تو رات کے دو بج رہے ہیں۔

بارش،بھی تھم چکی ہے۔

عمران کھڑکی سے باہرجھانکتا ہے۔

اوہ! یہ تومس ستارہ پیلےلباس میں ملبوس گیٹ کھول کر باہرنکل گئی۔

آخر یہ چکرکیاہے۔مس ستارہ راتوں کونکلتی کیوں ہے؟

کچھ نہ کچھ تو چکرضرورہے۔

ابھی عمران انہی سوچوں میں گم تھا۔

کہ اندھیرے میں دوسراسایہ نظرآنے لگا۔

ارے اب یہ کون ہے؟

مس ماریہ ہاتھ میں چھتری تھامے گھر کے باہر چلی گئی۔

عمران جلدی جلدی ٹارچ اٹھاتا ہے۔اوروہ بھی باہرنکل جاتا ہے۔

ارے باہرتو ماریہ نظرنہیں آرہی۔

مگروہ ستارہ! کا پیچھا بدستورکرتا رہا۔

ستارہ! پارک کی جانب جارہی تھی۔

اچانک درختوں کے پیچھے گزرتے ہوئے اسے ٹوکرلگتی ہے۔اگرگرپڑتی ہے۔

پھر سے اسکا ہاتھ زخمی ہوجاتا ہے۔

اچانک ستارہ اٹھتی ہے کہ گھبرا کر واپس گھر کی جانب دوڑتی دوڑتی جاتی ہے۔

عمران کو یہ چکر کچھ سمجھ نہ آیا۔

خیر عمران بھی خاموشی سے ستارہ کا تعاقب کرتا ہے۔ستارہ گھر کے اندر داخل ہوجاتی ہے۔

عمران ابھی باہر کھڑا ماریہ کوڈھونڈنے میں مگن تھا۔کہ اچانک دروازہ کھلتا ہے۔

اور بڑے صاحب کے غیر ملکی دوست مسٹر سمتھ عرف سلامت خاموشی سے باہر نکل کر مارکیٹ کی جانب نکل گئے۔

ارے مسٹر سلامت کہاں جارہے ہے۔اس گہری رات میں؟ عمران اسکے تعاقب میں لگ جاتا ہے۔

تھوڑی دور جاکر مسٹر سلامت کیفے کے سامنے ایک عورت سے باتیں کررہا تھا۔

عورت نے بالوں میں پھولوں کا گجرا پہنا ہوا تھا۔

ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی۔

اس عورت نے مسٹر سلامت کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔

پاس دو آدمی آپس میں باتیں کررہے تھے۔

اس بڈھے کو دیکھو ذرا۔۔

چنبیلی بائی کیساتھ کھڑا ہے۔

عمران سر ہلاتے ہوئے۔۔

اچھا تو یہ چکر ہے۔۔

بڈھا کرسٹو کو تو اپنا بیٹا سمجھتا نہیں۔

اور یہاں ٹیکسالی گیٹ کے رنڈی کیساتھ مستیاں کررہا ہے۔تو یہ چکر ہے۔

بڈھے کے لندن میں بھی یہی مشاغل تھے۔اور پاکشیا میں بھی یہی مشاغل ہے۔

عمران خاموشی سے واپس گھر آتا ہے۔

اور سیدھا ہال میں جاتا ہے۔

جہاں ستارہ صوفے پر براجمان تھی۔

عمران اسکے ہاتھ پے دوائی لگاتا ہے۔

اور مس ستارہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہے۔

مس ستارہ! ایک بات پوچھوں اگر مائنڈ نہ کریں۔

جی ضرور پوچھئے۔

میں کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ راتوں کو باہر نکل جاتی ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

خواتین تو رات کے وقت گھر سے باہر نہیں نکلتی۔

بات دراصل یہ ہے کہ ستارہ بی بی کو نیند میں چلنے کی بیماری ہے۔

اور یہ زخم بھی اس لئے لگتے ہیں۔

دور سے ماریہ آتی ہوئی دیکھائی دی۔

اوہ! مس ماریہ آپ اس وقت۔۔

ہاں اس وقت میری نیند سے آنکھ کھلی تو تم لوگوں کی آواز سن کر یہاں آ گئی۔

حالانکہ عمران! اچھی طرح جانتا تھا کہ ماریہ باہر سے آئی ہے۔ اور تقریبا دو گھنٹے بعد۔

عمران: (سرگوشی کرتے ہوئے)

کیا ہو سکتا ہے؟ اب تو دن ہونی والی ہے۔

چلو ایک گھنٹہ سو لیتے ہیں۔

سب اپنے کمروں میں چلے جاتے ہیں۔

صبح کے وقت کرسٹو باورچی خانے میں آتا ہے۔

مسٹر شیف چائے چاہیئے؟

عمران: (بڑبڑاتے ہوئے) اچھا تم جاو میں بنا کے لاتا ہوں۔ ویسے ایک بات تو بتاو کرسٹو؟

جی مسٹر شیف!

رات کو تم تین بجے گھر سے باہر کیوں گئے تھے۔

وہ دراصل میں ڈیڈی کے پیچھے گیا تھا۔

تو پھر وہ تمھیں ملے؟

نہیں گم ہو گئے تھے۔

ملتے بھی کیسے تمھارا باپ سمتھ عرف سلامت تو رنڈی بازی کر رہا تھا۔

اب اگر میں کرسٹو کو حقیقت بتاتا ہوں۔

کہ تمھارے باپ کا چکر ایک رنڈی کیساتھ چل رہا ہے۔تو یقینا کرسٹو کو دکھ ہو گا۔

کوئی بات نہیں سمتھ صاحب! ضروری کام سے گئے ہونگے۔

تم جاو میں چائے لاتا ہوں۔

عمران جلدی جلدی ہینری اور کرسٹو کے ناشستے کا ٹرے سجاتا ہے۔

مس ماریہ یہ ٹرے کرسٹو کے کمرے میں پہنچا دو۔

اگر زخمت نہ ہوتو؟

ارے اس میں زخمت کی کیا بات۔میں اسی طرف ہی جارہی تھی۔

گودام میں پرانا سامان رکھنے۔

گودام کا نام سنتے ہی عمران کی چھٹی حس پھر سے بھڑک اٹھتی ہے۔

اچانک دروازے پر زور سے دستک پے دستک سنائی دے رہی تھی۔

لگتا ہے دروازہ ٹوٹ جائے گا۔

یہ کون لوگ ہیں؟

اوپر ٹریس سے کرسٹو آواز دیتے ہوئے۔

باہر پولیس آئی ہیں۔چھاپہ پڑ گیا ہے۔

عمران فورا دروازہ کھولتا ہے۔

سامنے صفدر کھڑا ہوتا ہے۔

وہ عمران کو نظرانداز کر کے اندر داخل ہوتا ہے۔

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں مشکوک لوگ موجود ہیں۔

رات کو دارالحکومت میں پارک کے قریب پھر سے قتل ہوا ہے۔

صفدر۔۔۔ہمیں پتہ چلا ہے کہ کل رات اس گھر سے ایک خاتون پیلے لباس میں ملبوس یہاں سے نکل کر،،،

پارک کی جانب جاتے دیکھا گیا ہے۔

وہ خاتون پیلے لباس میں ملبوس تھی۔

اور اسکے ڈوپٹے پر خون لگا ہوا تھا۔سی۔سی۔فوٹج میں سب موجود ہے۔

لہزا جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔

صفدر نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
یہ تو آپکو پتا چل گیا ہوگا کہ کل پارک کے قریب کے ایک خوبرو نوجوان کو کسی نے بے دردی سے پچھلی رات قتل کر دیا ہے۔۔۔۔؟
جی تھانے دار صاحب! عمران افسوسناک انداز میں گردن ہلاتے ہوئے بولا۔
مجھے بہت ہی دکھ ہے اس واقعے کا۔ بہت برا ہوا۔
ویسے آپکا نام گرامی؟
جی میں اس گھر کا خانساماں ہوں۔
کل رات یہاں سے ایک خاتون رات کو نکلی تھی۔ کیا آپکو معلوم ہے کچھ؟
جی تھانے دار! صاحب میں نے دیکھا ہے۔
کل رات مس ستارہ! رات کے دو بجے گھر سے نکلی تھی۔ اور پھر آدھے گھنٹے بعد خود ہی واپس آئی تھی۔
ستارہ غصے سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔
آپ نے لگ بھگ کتنے بجے اس کو دیکھا تھا؟ صفدر پوچھنے لگا۔
وقت کا تو مجھے بالکل صیح اندازہ ہے جناب۔
کیونکہ فکس دو بجے میری آنکھ کھلی تھی۔
اس کا مطلب ہے، کہ اس وقت اندھیرا تھا؟
جی تھانے دار! صاحب مگر گھر کے اندر تو روشنی تھی۔ اس لئے مس ستارہ کو میں نے واضح دیکھا ہے۔
جی جی ہمارے خانساماں بالکل ٹھیک کہہ رہے۔
ستارہ بی بی رات کو گھر سے نکلی تھی۔ ماریہ بھی بیان دینے لگی۔
تم سے کسی نے پوچھا؟ صفدر نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
عمران نے احمقانہ انداز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔
اصل میں یہ اپنی ستارہ بی بی کو پھانسی چڑوانا چاہتی ہے۔
وہاں موجود سارے سپاہی ہنس پڑے۔
یہ تم کیا بک رہی ہو؟ ماریہ
ستارہ! غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔
تھانے دار! صاحب ایک بات اور بھی ہے۔

وہ کیا؟ جلدی بتاو خانساماں۔۔

آپ نے کہارات کو اندھیرا تھا۔

ہاں تو۔۔

میں نے اس اندھیرے میں ایک اور سایہ بھی دیکھا تھا۔ جو خاموشی سے گیٹ سے باہر نکلا تھا۔

وہاں موجود سب لوگ ایک دوسرے کو شک کی نگاہوں سے دیکھنے لگے؟

کرسٹو اور ہینری بھی ڈر رہے تھے۔

وہ میں۔۔۔ میں تو ڈیڈی کے پیچھے گیا تھا۔

کرسٹو ڈر کے مارے ہلکلانے لگا۔

تم تو چپ کرو ہدہد۔۔۔

اصل میں تھانے دار رنڈی بازی کا چکر ہے۔

وسٹ نانس!

عمران نے سیٹھ سمتھ عرف سلامت کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

سیٹھ صاحب! کالی راتوں میں ٹیکسالی گیٹ کے رنڈیوں سے ملنے جاتے ہیں۔

تھانے دار صاحب! سمتھ صاحب بڑے باذوق انسان ہے۔ اگرچہ پیر قبر میں لٹکے ہیں۔ مگر دل تو دنیا میں لٹکا ہوا ہے نہ۔ سمجھا کریں۔

سارے سپاہی آنکھیں نکال کے سیٹھ سمتھ کو دیکھنے لگے۔ جیسے بڈھا کوئی عجوبہ۔

ڈیڈی مجھے یہ سن کر شرم آرہی ہے۔ کرسٹو سب کے سامنے شرمندگی سے بولنے لگا۔

ارے کرسٹو بھائی! تمھیں کیوں شرم آئی ہے۔

سیٹھ سمتھ تو لندن میں بھی ان ہی عادتوں کے رسیا تھے۔

کیا تمھاری ماں اس کی گرل فرینڈ نہ تھی۔

کیا تم اس کے ناجائز بیٹے نہ ہو؟

کرسٹو سر جھکائے غصے سے سب سن رہا تھا۔

اسے خانساماں سے اس باتوں کی توقع ہرگز نہ تھی۔

مسٹر کرسٹو! کیا تم سیٹھ سمتھ کی واحد اولاد نہیں ہو؟

کیا تم اسکی ساری جائیداد اور بینک بیلنس کے وارث نہیں ہو؟

یہ سن کر کرسٹو کے چہرے پے اطمینان سا آ گیا۔

ہاں ہاں کیوں نہیں۔

ہمارے خانساماں ٹھیک کہتے ہیں۔

ڈیڈی شروع سے رنگین مزاج آدمی ہے۔

سیٹھ سمتھ خون آلود آنکھوں سے عمران کو گورے جا رہا تھا۔

میں یہاں سے جا رہا ہوں ستارہ بیٹی!

میری بہت بے عزتی ہوئی ہے یہاں۔

آپ یہاں سے کہی نہیں جا سکتے۔

کمانڈو پوزیشن لے لو۔

اور تنویر کمرے کے اندر اسلحے سمیت آ گیا۔

سیٹھ سلامت صاحب! جب تک کیس حل نہیں ہوتا۔

آپ ملک سے باہر نہیں جا سکتے۔

فلحال آپ اپنے کمرے میں جا سکتے ہیں۔

ہمیں آپ پر شک نہیں ہے۔

شکر ہے۔اور سیٹھ سمتھ چلے جاتے ہیں۔

خانساماں۔۔۔خانساماں۔۔

مجھے چکر آ رہا ہے۔

مجھے لیمن جوس بھجوائے پلیز۔سیٹھ سمتھ جاتے جاتے بولا۔

تھانے دار! صاحب ایک منٹ اجازت چاہوں گا۔

میں لیمن جوس دے دوانکو۔

ورنہ یہ لاش بڑی بھاری پڑنے والی ہے۔

میں آپ سب لوگوں کے لئے اچھی سی چائے بنا کے لاتی ہوں۔

ماریہ جلدی میں چلی گئی۔

ویسے ہم یہاں چائے پینے نہیں آئے۔صفدر معنی خیز نظروں سے ستارہ کو دیکھتے ہوئے۔

لو میں آ گیا عمران۔۔۔۔حاضر ہوں تھانے دار صاحب!

ہاں تو خانساماں صاحب! آپ نے بتایا کہ آپ نے دوسرا سایہ بھی دیکھا تھا؟ بقول آپکے۔۔۔

جی دیکھا تھا۔۔۔سولہ آنے سچ کہا ہے۔

آپ نے اسے بنگلے کے اندر گیٹ سے باہر نکلتے دیکھا تھا؟ یا وہ دیوار سے پھلانگتے ہوئے؟

صفدر نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جناب صاف صاف دیکھا تھا۔۔

گیٹ سے جاتے ہوئے۔

اور واپس پیچھے کے گیٹ سے خاموشی سے آتے ہوئے۔۔وہ گیٹ زنگ آلود اور بند رہتا ہے۔

اسی دوران ماریہ بچاری چائے کے کر آ گئی۔

اور سارے سپاہیوں کو چائے کے کپ دینے لگی۔

نہیں شکریہ! میں نہیں پیوں گا۔تنویر! بولا۔

جی میں بھی نہیں پیوں گا۔صفدر بولا۔

صفدر زنگ آلودہ اور پیچھے کے گیٹ دیکھنے جاتے ہیں۔دو چار سپاہی بھی اسکی تقلید میں جاتے ہیں۔

مس ستارہ یعنی آپ اس زنگ آلودہ گیٹ سے بھی آتی جاتی ہے۔

نہ۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں بھلا کیوں اس پرانے گیٹ سے آونگی؟

ایسا کچھ نہیں۔

مگر محترمہ سی۔سی۔فوٹج میں آپ ہی تھی۔

آپکے ڈوپٹے پر خون بھی تو لگا ہوا تھا؟

جی وہ میں راستے میں گر گئی تھی۔

جی تھانیدار صاحب! مس ستارہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔

میں نے خود اسے زخمی ہوئے دیکھا تھا۔

اوہ! اچھا مس ستارہ آپکا کمرہ کس پورشن میں ہے؟

جی اوپر ہے دائیں طرف۔۔مگر کیوں؟

حولدار دتے!

جی صاحب!۔۔۔

جاو اوپر تلاشی لو۔کوئی جگہ رہنی نہیں چاہیئے۔

تین چار سپاہی اوپر چلے جاتے ہیں۔

صفدر واپس ہال میں آتے ہیں۔

دس منٹ بعد حولدار! دتا ہاتھ میں ایک ڈبہ پکڑے آتا ہے۔اوپر اس میں ڈھیر سارے اخبار پڑے ہوتے ہیں۔

مگر نیچھے نو کیلے اور تیز ترار ہتھیار پڑے ہوتے ہیں۔

تھانے دار صاحب! مس ستارہ کے کمرے سے یہ آلہ قتل ملے ہیں۔

کیا۔۔۔ایسا نہیں ہوسکتا۔

یہ ڈبہ میرا نہیں ہے۔

میں بھلا ہتھیار کیوں چھپاوں گی؟

تنویر گرفتار کرو اس کو۔

تنویر جیسے ہی آگے آتا ہے۔

عمران کہتا ہے۔

روک جایئے۔۔۔روک جایئے۔۔تھانے دار صاحب!

اتنی جلدی کا ہے کی ہے۔

جلدی کسی خانساماں صاحب! یہ میڈیم شروع سے ہمیں ڈاج پے ڈاج دے رہی ہے۔

سارے ثبوت اس کے خلاف ہے۔

اور اب تو معاملہ صاف ہو چکا ہے۔

آلہ قتل بھی اس کے کمرے سے برآمد ہوئے ہیں؟

جناب! آپ تصویر کا ایک رخ دیکھ رہے ہے۔

تو آپ بتایئے تصویر کا دوسرا رخ؟

چلئے میرے ساتھ تھانے دار صاحب!

عمران صفدر کو پیچھے والے گودام کی جانب لے جاتا ہے۔جہاں گھر کا کاٹ کباڑ پڑا ہوتا ہے۔

یہاں تو بڑا اندھیرا ہے۔

عمران ٹارچ جلا کر صفدر کو ایک کونے میں لے جاتا ہے۔ وہاں ایک پرانے سنگار میز کے پیچھے چھوٹا بکس پڑا ہوتا ہے لکڑی کا۔

اس کو کھولو۔۔

صفدر جیسے کھولتا ہے۔

اس میں کئی مردانہ پرس پڑے ہوتے ہیں۔

اور کالے شاہر میں کچھ بندھا ہوا ہوتا ہے۔

عمران شاپر کھولتا ہے۔

تو اس میں سرخ رنگ کے جوتے ہوتے ہیں۔

جن کے تیز پن کیطرح نوکیلے ہیل ہوتے ہیں۔

اوہ! ٹارچ ذرا ہیل پر ڈالو۔۔

ارے! اس پر تو خون جما ہوا ہے۔

جی صفدر میرے دوست۔۔۔ نکلی تھانے دار۔۔

اصلی کیپٹن صفدر۔۔

یہ ہے اصلی آلہ قتل۔۔

خونی سینڈل اس سے قاتل نے مقتول کے سینے پر پے در پے وار کئے تھے۔

حوالدار دتے!

سامان کو کسٹڈی میں لو۔

سب ہال کی جانب واپس آتے ہوئے۔۔

جیسے ہی ماریہ حوالدار دتے! کے ہاتھوں میں سامان دیکھتی ہے۔

فورا باہر کی دروازے کیطرف بھاگتی ہے۔

قاتل کو پکڑو۔۔ صفدر زور سے چلاتے ہوئے۔۔

قاتل نہیں صفدر بلکہ قاتلہ۔۔

عمران ماریہ کے ہاتھوں میں ہتکھڑی پہناتے ہوئے۔

مس ماریہ لو ہے کے شاندار کڑے مبارک ہو۔

اس کو لے جاو۔

یہ ہے وہ کولڈ بلڈڈ سیریل کلر۔۔

مس ماریہ۔۔عرف کیتھرین۔۔

یہ غیر ملکی جاسوس اور پاکشیا کے دشمنوں کی آلہ کار ہے۔

مگر اپنی پرانی عادت اور جبلت سے مجبور تھی۔

اسکی عادت ہے قتل کرنا۔

ورنہ اس کو سکون نہیں ملتا۔

اس طرح کے سائیکو پیتھ کو پکڑنا اتنا آسان کام نہ تھا۔

یہ ہمارے عمران کے کارنامے ہیں۔

یہ سب لوگ ایک دوسرے کو ڈاج پے ڈاج دے رہے تھے۔میں نے بھی ان سب کو ڈاج دے دیا۔

کیا ستارہ! آنکھیں پھاڑ کے اس احمق اور خبطی خانساماں کو دیکھ رہی ہے۔

خانساماں سر نیچے کر کے کہتا ہے۔

مجھ ناچیز کو علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی۔ایچ۔ڈی لندن کہتے ہیں۔

کیا آپ خفیہ پولیس والوں میں سے ہے؟

ہینری ڈرتے ڈرتے پوچھنے لگا۔

نہیں شہزادے!

میری اتنی اچھی قسمت کہاں؟

جاتے ہوئے۔۔۔عمران واپس پلٹتے ہے۔

کیا ہوا عمران؟

سیٹھ سلامت صاحب! آپکا بیٹا کرسٹو عرف کاشان بہت ہی فرماں دار اور نیک لڑکا ہے۔

برائے کرم اسکے سر پر اپنا ہاتھ رکھیں۔

میں سمجھ گیا عمران بیٹے!

میں اپنی غلطی کا ازالہ کروں گا۔

آج سے ستارہ بیٹی میری بہو ہے۔

میں نے اسے اپنے بیٹے کاشان کرسٹو کے لئے مانگ لیا ہے۔

اور میں ستارہ کی بیماری کا علاج لندن میں کرواں گا۔۔ستارہ شرما جاتی ہے۔

صاحب خانساماں!

آپکی گرم چائے تیار ہے۔

سیلمان مزے سے بتاتے ہوئے۔

چھپ گستاخ کہی کے؟

ارے۔۔۔صاحب کیسی گستاخی اب تو آپ میرے قبیلے کے ہے۔

آل پاکشیا باورچی ایسوسی ایشن چیئرمین

سیلمان۔۔۔

اور عمران کھلکھلا کے ہسنے لگتا ہے۔

ختم شد